جب اُس پر ظلم حد سے بڑھ جائے، صبر و تحمل کا بند ٹوٹ جائے تو وہ ظلم کے خلاف حرفِ شکایت زبان پر لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: افضل ترین جہاد اُس شخص کا ہے جو کسی حق سے ہٹے ہوئے سلطان کے سامنے کلمۂ حق (یا کلمۂ عدل) کہے(۳۸)۔ ایک اور موقع پر فرمایا: لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اُس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ اُن پر عذاب عام نازل نہ کردے(۳۹)۔ ایک اور موقع پر فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مظلوم ہو تو ہم اُس کی مدد کریں گے، مگر ظالم ہو تو کیسے مدد کریں؟ فرمایا: اُسے ظلم کرنے سے روک دو(۴۰)۔ ایک مرتبہ مدینہ کے کچھ لوگوں کو شبہ کی بنیاد پر گرفتار کرلیا گیا۔ ایک صحابیؓ نے خطبہ کے دوران اُٹھ کر سوال کیا کہ میرے ہمسایوں کو بے قصور گرفتار کی گیا ہے؟ کوتوال شہر کے تسلی بخش جواب نہ دینے پر آپؐ نے فرمایا: اِس کے ہمسایوں کو رہا کردو۔(۴۱)

سیرت طیّبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ظلم کے خلاف اِحتجاج کرنا ہر شہری کا حق ہے۔

۷۔ آزادیٔ اِظہارِ رائے

قرآن مجید نے اِسلامی ریاست کے شہریوں محض یہی حق نہیں دیا کہ جب اُن پر ظلم ہو تو زبان کھولیں، بلکہ اُنہیں یہ حق بھی دیا ہے کہ مملکت کے معاملات و مسائل سے متعلق اپنی رائے کا آزادانہ اظہار بھی کریں۔ قرآنِ مجید نے اِسے مومنوں کی صفت کے طور پر بیان کیا ہے۔(۴۲)

آزادیٔ اِظہارِ رائے کے موضوع پر سیرت طیّبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا عملی نمونہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ ایک مسلمان آزادیٔ اِظہارِ رائے کی آزادی کو صرف نیکی کے فروغ کے لیے اِستعمال کرسکتا ہے۔ برائی کو پھیلانے کی آزادی اُسے ہرگز حاصل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے بعد کچھ حکمراں ہونے والے ہیں، جو اُن کے جھوٹ میں اُن کی تائید کرے اور اُن کے ظلم میں اُن کی مدد کرے وہ مجھ میں سے نہیں(۴۳)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ مختلف معاملات میں صحابۂ کرامؓ سے رائے لیتے اور اِظہار رائے کے لیے اُن کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔ جنگ اُحد کے موقع پر آپؐ اور معمر اور جلیل القدر صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے، مگر حضرت حمزہؓ اور نوجوان صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ دشمن کا مقابلہ مدینہ سے باہر نکل کر کیا جائے۔ جب آپؐ نے یہ دیکھا کہ اکثریت کی رائے باہر نکل کر جنگ کرنے کے حق میں ہے تو اِسی رائے کے مطابق عزم جنگ فرمایا اور ہتھیار بندی کے لیے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔ اِس دوران معمر صحابہؓ نے نوجوانوں کو عار دلائی کہ تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کا لحاظ کیے بغیر اُن کو تکلیف میں ڈالا۔ یہ سن کر نوجوان متاثر ہوئے اور معذرت کے لیے حجرہ کے سامنے جمع ہوگئے۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور اُن کی معذرت سنی تو فرمایا: عزم کے بعد نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ مقصد کو حاصل کیے بغیر غیر مسلح ہوجائے۔ چلو اب مدینہ کے باہر ہی میدان جنگ قائم ہوگا(۴۴)۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کسی سے کہا:

''تقسیم غنیمت اللہ کی مرضی کے خلاف ہوئی ہے''۔ یہ بات بہت سخت تھی مگر آپؐ نے درگزر فرمایا۔ کسی اور شخص کی آواز آئی۔ ''آپؐ نے عدل سے کام نہیں لیا''۔ فرمایا: اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟ پھر کہنے والے سے آپؐ نے کوئی باز پرس نہ کی۔ اِس طرح ایک موقع پر حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری کا معاملہ آپؐ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپؐ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ انصاری نے غصّہ میں آ کر کہا: اپنے پھوپھی زاد بھائی کے حق میں فیصلہ کر دیا! آپؐ نے اِس گستاخی سے درگزر کیا اور کچھ نہ فرمایا(۴۵)۔ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ فلاں مقام پر پڑاؤ ڈالیں۔ ایک صحابیؓ نے دریافت کیا: یہ اِرشاد وحی سے ہے یا آپؐ کی ذاتی رائے سے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ میری ذاتی رائے ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا: پھر تو یہ منزل مناسب نہیں۔ اِس کے بجائے فلاں فلاں منزل مناسب ہوگی۔ چنانچہ صحابیؓ کی رائے پر عمل کیا گیا(۴۶)۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے قرض کی ادائیگی کا تقاضہ کرنے لگا۔ اُس نے بھری محفل میں سخت کلامی کی۔ اِس گستاخانہ طرزِ تخاطب پر صحابۂ کرامؓ کو غصّہ آ گیا اور وہ اُس شخص کی سرزنش کے لیے اُٹھے تو آپؐ نے فرمایا: اِسے کہنے دو، اِسے کہنے دو! جس کا کچھ حق نکلتا ہو وہ ایسی باتیں کر سکتا ہے۔(۴۷)

سیرت طیّبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا واقعات سے آزادیٔ اِظہارِ رائے کا حق اور اُس کی اہمیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

۸۔آزادیٔ ضمیر و اعتقاد

اِسلامی ریاست میں ہر شخص کو ضمیر و اِعتقاد کی آزادی کا حق حاصل ہے قرآن مجید نے اِس بنیادی انسانی حق پر واضح موقف اِختیار کیا ہے اور اِس میں کسی کو تبدیلی کا اِختیار نہیں دیا۔ یعنی صحیح بات تو وہی ہے جس کی طرف اِسلام دعوت دے رہا ہے۔ اور اس نے صحیح اور گمراہ کن خیالات کو بھی چھانٹ کر الگ کر دیا ہے تا کہ حق اور باطل کے درمیان اِمتیاز واضح ہو جائے۔ اب اللہ تعالیٰ کی منشاء اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش تو یہی ہے کہ دنیا اِسلام کے بتلائے ہوئے بنیادی انسانی حقوق کو قبول کرلے، لیکن اِس معاملہ میں جبر کسی پر نہیں کیا جائے گا۔ جس کا جی چاہے وہ دلائل کی بنیاد پر اِنہیں قبول کر لے۔ اور جو نہ چاہے اُس کو قبولیت پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ بات واضح کر دی گئی ہے(۴۸)۔ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دورِ خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) میں اِسلامی ریاست میں ہر شخص کو ضمیر و اِعتقاد کی آزادی کے بنیادی حق کو استعمال کرنے کی متعدد مثالیں ملتی ہیں جو اِسلامی تاریخ کے درخشاں ابواب کا حصہ ہے۔(۴۹)

۹۔حقِ مساوات

اِسلام کی نظر میں دنیا کے تمام اِنسان مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔ اِس حیثیت میں قانونی، مذہبی، سماجی، معاشی اور سیاسی حقوق شامل ہیں۔ خون کے رشتے کی بنیاد پر پوری نوعِ انسانی کو ایک برادری تسلیم کیا گیا ہے۔ اِسلامی ریاست کی

حدود میں بسنے والے تمام شہری قانون کی نظر میں مساوی الحیثیت ہیں۔علاوہ ازیں ایمان کی بنیاد پر مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے کر مساوات قائم کر دی گئی ہے۔معاشرتی زندگی میں مسلمانوں کے درمیان تقویٰ کے سوا اور کوئی معیارِ فضیلت نہیں رکھا گیا ہے۔قران مجید نے اِس بنیادی اِنسانی حق کو صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔(۵۰)

پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور عمل سے حق مساوات کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش فرما دیا ہے۔چند مثالیں ملاحظہ کیجیے۔خطبہ حجتہ الوداع میں آپؐ نے فرمایا: کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر، ماسوا تقویٰ کے (۵۱)۔تم سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے (۵۲)۔ایک اور موقع پر فرمایا: کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے کرتا ہے (۵۳)۔مسلمانوں کا بیت المال محروم شہریوں کا ذمہ دار ہے، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اِسلامی ریاست کے حکمران کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا کوئی سر پرست نہیں اُس کا سر پرست میں ہوں (۵۴)۔ اِس طرح مرنے والے کے قرض کے بارے میں فرمایا: جس کا کوئی وارث نہیں اُس کا وارث میں ہوں۔اُس کی جانب سے دیّت میں ادا کروں گا (۵۵)۔اور آپ کا یہ مشہور قول مبارکہ حق مساوات کی بہترین ترجمانی کرتا ہے: کِسریٰ مر چکا، آج کے بعد کوئی کِسریٰ نہیں ہوگا۔(۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ بالا ارشادات مبارکہ سے حقِ مساوات کے ضمن میں اسلامی نقطۂ نظر کی بھرپور وضاحت ہوجاتی ہے۔

۱۰۔حصول اِنصاف کا حق

اِسلامی ریاست کا مقصد وجود ہی قیامِ عدل ہے جسے فرد تک پہنچنا چاہیے۔قرآن مجید میں کئی مقامات پر مسلمانوں سے براہ راست خطاب کے ذریعہ اور بعض مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اِس حق کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔(۵۷)

بحیثیت سربراہ مملکت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہر شخص بلا امتیاز قانون کے سامنے جوابدہ تھا۔آپ کی نظر میں حقوقِ اِنصاف کے دائرے سے رسول بھی خارج نہیں تھا۔متعدد مرتبہ آپؐ نے خود اپنے آپ کو مواخذہ کے لیے پیش کیا۔ایک مرتبہ قریش کے ایک معزز گھرانے کی عورت نے چوری کی۔لوگوں نے خاتون کی خاندانی عظمت کے پیش نظر اُسے سزا سے بچانے کی سفارش کی۔ اِس پر آپؐ بہت ناراض ہوئے۔فرمایا: تم سے پہلے بہت سے قومیں اِسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ جب اُن کے معاشرے کا کوئی معمولی شخص چوری کرتا تھا تو اُسے سزا ملتی اور اگر کوئی بااثر شخص چوری کرتا تو اُسے معافی ملتی۔لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر فاطمہ (بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھی یہ کام کرتی تو میں اُس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا (۵۸)۔خطبہ حجتہ الوداع میں اِنسانی حقوق کا یہ نکتہ بھی تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے (۵۹)۔ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: اِمام عادل کا ایک دن ۶۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔مخلوق میں خدا کو

سب سے زیادہ محبوب اِمامِ عادل ہے۔اور خدا کے نزدیک مغبوض ترین شخص اِمام ظالم ہے۔(۶۰)

سیرت طیّبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا واقعات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے حصول اِنصاف کے حق کی اہمیت کی وضاحت ہوگئی، جو بلا اِمتیازِ عقائد، رنگ اور نسل، تمام اِنسانوں کو یکساں طور پر حاصل ہیں۔

خلاصۂ کلام:

اِسلام نے بنی نوع اِنسان کو بنیادی اِنسانی حقوق کا اِلہامی تصوّر دیا ہے، جو فکری، عقلی یا خود ساختہ نہیں ہے۔ یہ تصور نظری بھی ہے اور عملی بھی۔قرآن وسنت نے اِنسانی حقوق کے تعین کی وہ صحیح بنیاد فراہم کی ہے جو عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت پر مبنی ہے اور جس پر ایمان لا کر ہی یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ کون سے اِنسانی حقوق یا ہومن رائٹس قابل تحفظ ہیں اور کون سے نہیں ہیں۔قرآن وسنت نے بنیادی اِنسانی حقوق کا جامع ترین عادلانہ تصور پیش کیا ہے جو تمام اِنسانیّت کے لیے قابل عمل ہے۔ یہ تصور، اِحترام آدمیت، تحفظِ جان، تحفظِ ملکیّت، تحفظِ آبرو، نجی زندگی کا تحفظ، شخصی آزادی کا تحفظ، نکاح میں اِنتخاب کا حق، حسن ذوق کا حق، مذہبی آزادی کا حق، ظلم کے خلاف آواز کا تحفظ، آزادئ اِظہار رائے، آزادئ ضمیر و اِعتقاد، حقِ مساوات، حصول انصاف کا حق، معاشی تحفظ کا حق، معصیت سے اِجتناب کا حق، آزادئ تنظیم و اِجتماع، سیاسی زندگی میں شرکت کا حق، آزادئ نقل وحرکت اور سکونت، حق اُجرت ومعاوضہ، مسلمانوں کے خصوصی حقوق، غیر مسلموں کے خصوصی حقوق، جیسے تمام عنوانات پر محیط ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) چغتائی، محمد اکرم؛ حق، نذیر؛ کولسری، محمد اسلم (مرتبین)، ص۳۹۹، طبع اوّل، ۲۹۹، اَپر مال، تشریحی لغت، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۱

(۲) کُوپر، آدم اور کُوپر جیسیکا، The Social Science Enclopedia، ص۳۶۹۔۳۷۰، اِسلام آباد، سروسز بک کلب، ۱۹۸۹

(۳) ہنٹ، ایلگن اَیف اور کولینڈر، ڈیوڈ سی، Social Science، ص۸۰۶، نیویارک: میک مِلن پبلشنگ کمپنی، ۱۹۸۷

(۴) صلاح الدین، محمد، بنیادی حقوق، ص۳۷، لاہور: اِدارہ ترجمان القرآن، ۱۹۷۸

(۵) اِسٹاک ہیمر، مُورِس، Plato Dictionary، ص۳۲، ۵۳، ۱۳۴، ۱۴۱، ۲۳۸، ۲۸۰، ۲۸۸، نیویارک: فِلی سوفیکل لائبریری، ۱۹۰۳، مزید دیکھیے: http://www.encyclopedia.com/doc/1O48-Plato.html

(۶) مارش، ہنری، Documents of Liberty، ص۱۵۱ تا ۱۳۷، اِنگلینڈ: ڈیوڈ اینڈ چارلز، ''منشور اِنسانی حقوق'' ۱۹۷۱ء، دیکھیے: httpwww.un.orgendocumentsudhr

(۷) چارلز، ہورڈ میکل وین، ۱۹۴۷، Constitutionalism، نیویارک: گریٹ سیل بکس ص ۱۴۰

(۸) ڈیوی، رابرٹ اِی، Freedom، ص۳۴۷، نیویارک: میکمیلن کمپنی، ۱۹۷۰ء

(۹) دیکھیے: عثمانی، مفتی محمد تقی، کراچی: ماہنامہ مسیحائی، شمارہ: ۳۔۴، مقالہ: اِنسانی حقوق اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص۱۳۳ تا ۱۴۰؛ اِپریل، مئی، ۲۰۰۳، طیب، قاری محمد، مقالہ: سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول، مجلّہ ''نقوش''، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

/جلد اوّل، شمارہ نمبر ۱۳۰،ص ۲۸؛ دسمبر ۱۹۸۲، صدیقی، محمد نعیم محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم،ص ۳۴۳، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، مودودی، ابوالاعلیٰ، دیباچہ، صدیقی، محمد نعیم محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۵؛ ۱۹۹۹، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، مجددی، مفتی محمد علیم الدین نقشبندی، سیرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، مقدمہ ص ۴۵، لاہور: جون ۲۰۰۰، مظہر علم، شاہدرہ

(۱۰) حمید اللہ، محمد، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، کراچی: اُردو اکیڈمی ص ۴؛ ۱۹۸۱، دیکھیے: ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۴، ص ۳۱۶، اِسلام آباد: سروسز بک کلب، ۱۹۸۵

(۱۱) دیکھیے: القرآن: ۲:۳۱؛ ۲:۳۳؛ ۲:۸۳؛ ۲:۱۷۸،۱۷۹؛ ۳:۷۵؛ ۴:۹۳؛ ۴:۴؛ ۵:۵۸؛ ۵:۳۲؛ ۶:۱۵۲؛ ۸:۲۷؛ ۲۰:۱۲۴؛ ۲۳:۸؛ ۲۵:۶۸؛ ۱۷:۳۳؛ ۲۶:۱۲۵؛ ۲۶:۱۴۳؛ ۲۶:۱۴۸؛ ۲۸:۲۶؛ ۳۳:۷۲؛ ۷۰:۱۰،۱۱؛ ۳۲:۷-۱۱

(۱۲) بخاری، کتاب الصوم، ۱:۴۹۱؛ ۱:۴۹۲ (۱۳) سیرت اِبن ہشام: ج ۲ ص ۳۱۴۔۳۱۶؛ طبری: ص ۶۳؛ بخاری: کتاب المغازی

(۱۴) دیکھیے: کتب اَحادیث: بخاری، اَبوداوٗد، نسائی، مسند احمد

(۱۵) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری، مسلم، اَبوداوٗد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، اِبن ماجہ

(۱۶) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری، مسلم، اَبوداوٗد، ترمذی، نسائی، مسند احمد

(۱۷) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری، مسلم، اَبوداوٗد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، اِبن ماجہ

(۱۸) سورۃ البقرۃ: ۱۸۰، ۱۸۸، ۲۲۰، ۲۲۹؛ سورۃ النساء: ۲، ۴، ۶ تا ۱۰، ۱۲، ۲۰، ۳۲، ۲۹، ۵۸؛ سورۃ الانعام: ۱۵۲؛ بنی اِسرآئیل: ۳۴؛ سورۃ الرّوم: ۳۸

(۱۹) صلاح الدین، محمد، ۱۹۷۸ (طبع دوئم)، بنیادی حقوق، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن ص ۲۴۷۔۲۴۸

(۲۰) صدیقی، محمد نعیم محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۲۴، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور: ۱۹۷۲

(۲۱) اِصلاحی، امین احسن، اِسلامی ریاست، مکتبہ جماعت اِسلامی، ص ۱۳، لاہور: ۱۹۵۰

(۲۲) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری: باب الشہدا، مسلم، اَبوداوٗد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، اِبن ماجہ: ابواب الحقوق والملکیہ

(۲۳) سورۃ النساء: ۱، ۳۶، ۱۴۸؛ سورۃ البقرۃ: ۸۳، ۲۱۵؛ سورۃ الاسرآء: ۳۶؛ سورۃ المآئدہ: ۸؛ سورۃ الحجرات: ۱۱، ۱۲؛ سورۃ النور: ۳۰۔۴

(۲۴) ابوداوٗد: کتاب الحج؛ اَبوداوٗد: کتاب الادب؛ تاریخ یعقوبی: ج ۲ ص ۱۲۳

(۲۵) دیکھیے: حدیث طبرانی: ابویوسف، قاضی، ۱۹۶۶، کتاب الخراج؛ مترجم: صدیقی، محمد نجات اللہ، کراچی: مکتبہ چراغ راہ، ص ۱۸۷

(۲۶) دیکھیے: حدیث ابوداوٗد؛ ایضاً حوالۂ بالا ص ۱۸۷ (۲۷) دیکھیے: حدیث ابوداوٗد؛ ایضاً حوالۂ بالا ص ۱۸۷

(۲۸) ابویوسف، قاضی، ۱۹۶۶، کتاب الخراج؛ مترجم: صدیقی، محمد نجات اللہ، کراچی: مکتبہ چراغ راہ، ص ۱۸۷

(۲۹) سورۃ النور: ۲۷، ۲۸، ۲۹؛ سورۃ الاحزاب: ۵۳؛ سورۃ الحجرات: ۱۲

(۳۰) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری، مسلم، اَبوداوٗد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، اِبن ماجہ؛ ابواب متعلقہ

(۳۱) دیکھیے کتب اَحادیث: اَبوداوٗد، نسائی؛ ابواب متعلقہ (۳۲) دیکھیے کتب اَحادیث: اَبوداوٗد، نسائی؛ ابواب متعلقہ

(۳۳) دیکھیے کتاب: اَبوداوٗد: ابواب متعلقہ (۳۴) سورۃ آل عمران: ۷۹؛ سورۃ الانعام: ۱۱۴؛ سورۃ الشوریٰ: ۱۵، ۲۱؛ سورۃ النساء: ۵۸

(۳۵) دیکھیے کتاب: ترمذی: باب العدل (۳۶) دیکھیے کتاب: اِبن ماجہ: باب العدالہ

(۳۷) سورۃ النساء: ۱۴۸؛ سورۃ البقرہ: ۱۲۴؛ الشعراء: ۱۵۱

(۳۸) دیکھیے کتب اَحادیث: اَبوداوٗد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، اِبن ماجہ: ابواب متعلقہ

(۳۹) دیکھیے کتب اَحادیث: اَبوداوٗد، ترمذی: ابواب متعلقہ (۴۰) دیکھیے کتاب: بخاری: باب الظلم

(۴۱) دیکھیے کتاب: ابوداوٗد: کتاب القضاء: ۳: ۴۲۷

(۴۲) سورۃ النساء:۱۳۵؛ آلِ عمرآن:۱۱۰، ۱۵۹؛ سورۃ التوبہ:۶۷؛ سورۃ المآئدۃ:۷۹؛ سورۃ الشوریٰ:۳۸

(۴۳) دیکھیے کتاب: نسائی: باب البیع

(۴۴) سیوہاروی، مولانا حفظ الرحمٰن، ۱۹۵۹ء، اِسلام کا اقتصادی نظام، دہلی: ندوۃ المصنفین، ص ۸۹

(۴۵) ابو یوسف، قاضی، ۱۹۶۶ء، کتاب الخراج؛ مترجم: صدیقی، محمد نجات اللہ، کراچی: مکتبہ چراغ راہ، ص ۵۳؛ اور دیکھیے: النسائی: کتاب البیوع

(۴۶) نعمانی، مولانا شبلی، طبع سوم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۹۵، مطبوعہ اعظم گڑھ، ج ۱، ۱۹۶۳

(۴۷) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری: باب الظلم؛ باب الحقوق، اَبوداؤد، ترمذی، نسائی: باب البیع

(۴۸) البقرۃ:۲۵۶؛ یونس:۹۹، ۱۰۸؛ الغاشیہ:۲۱، ۲۲؛ الأنعام:۱۰۷، ۱۰۸؛ الکھف:۲۹؛ یٰسں:۱۷؛ عنکبوت:۴۶؛ زمر:۴۱؛ النحل:۸۲؛ الشوریٰ:۱۵؛ الکافرون

(۴۹) واقعات کی تفصیل کے لیے دیکھیے: ابوعبید، کتاب الاموال؛ مترجم: سورتی، عبدالرحمٰن طاہر، اسلام آباد: ۱۹۶۹ء، ادارہ تحقیقات اِسلامی، ج ۱، ص ۱۵۴؛ دیکھیے: اِصلاحی، مولانا اَمین اَحسن، اسلامی ریاست، ص ۶۹؛ ۱۹۵۰ء، دیکھیے: ہیکل، محمد حسین، عمر فاروق اعظم، ص ۳۰۲۔

(۵۰) سورۃ الحجرات:۱۰، ۱۳؛ سورۃ المآئدۃ:۸؛ سورۃ القصص:۴

(۵۱) مسند احمد:۵:۴۱۱؛ منتقی الاخبار

(۵۲) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری، مسلم، اَبوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، اِبن ماجہ، طبرانی

(۵۳) دیکھیے: مشکوٰۃ: باب ما ینھیٰ عنہ من التھاجر والتقاطع

(۵۴) مسند احمد:۴:۱۳۳

(۵۵) ابوداؤد: کتاب الفرائض:۳:۱۴۹

(۵۶) مشکوٰۃ: کتاب الفتن: باب الملاحم:۳:۱۵

(۵۷) سورۃ الشوریٰ:۱۵؛ سورۃ النسآء:۵۸، ۱۳۵؛ سورۃ الانعام:۱۵۲؛ سورۃ المآئدۃ:۸، ۴۴، ۴۵، ۴۷؛ سورۃ الحدید:۲۵؛ سورۃ النحل:۹۰

(۵۸) بخاری، کتاب الحدود:۱۱۷۰

(۵۹) دیکھیے کتب اَحادیث: بخاری، مسلم، اَبوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد:۵:۴۱۱؛ منتقی الاخبار

(۶۰) دیکھیے کتب اَحادیث: مسند احمد، نسائی؛ متعلقہ ابواب

فری میسنری تنظیم۔ایک جائزہ

رضی الدین سید

ABSTRACT:

Freemasonry is a worldwide organisation disguised as humanitarian and welfare outfit. Covertly its aim is to promote Zionism and One-World Jewish Government, and to annihilate the Muslim and Christian communities. Ironically its membership is restricted to top level civil, industrial and military officials only. With their help, the Grand Lodges capture secret national information enabling them to bring radical revolutions of their choice. Many kings and queens of the past have been on their payrolls innocently or otherwise.
Revolutions In France, Spain and Turkey in the recent past were all the outcome of the Freemason efforts whose invisible executives had purchased local leaders from inside the concerned government and military.
Later in the 19th century, it also started functioning under the new banner and style of the "Knight Templers".
A strict oath of secrecy is obtained from its members. No membership is granted without this oath. Sex and pornography are the most lethal instruments that are used by the Freemasons to corrupt the youth and destroy their national and religious characters. Almost every country has its functional branches. In Pakistan too the Freemason Lodges had been working till the regime of Zfulfiqar Ali Bhutto but upon the intense pressure of the masses, Gen Ziaul Haq prohibited their continuity and the lodges were confiscated by the Government of Pakistan.

فری میسنری تنظیم، دنیا بھر میں جس کا بڑا چرچا ہے، اپنے وقت کی عالمی طاقت برطانیہ میں اس کا وجود سترھویں صدی کے وسط سے پایا جاتا ہے۔ دوسری طرف امریکا میں بھی اس کے لاجز امریکا کی آزادی کے بعد قائم کیے جاچکے تھے۔ تحریک آزادی کے امریکی رہنما بنجامن فرینکلین اس کے پہلے صدر یعنی گرانڈ کا ماسٹر قرار پائے تھے(۱)۔ موجودہ دور میں اس کے دفاتر پاکستان اور سعودی عرب کو چھوڑ کر تقریباً ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اصطلاح میں ان دفاتر کو لاجز (Lodges)، جبکہ اس کے مرکزی صدر دفتر کو گرانڈ لاج (Grand Lodge) کہا جاتا ہے۔

بظاہر اس کا منشور فلاحِ انسانیت اور فروغِ انسانیت ہے۔ لیکن صدیوں کی تحقیقات کے بعد اب یہ بات کئی اطراف سے سامنے آچکی ہے کہ اس سادہ منشور کی آڑ میں فری میسنری دراصل خفیہ طور پر اصل ہیکلِ سلیمانی کی دوبارہ تعمیر، اور ساری دنیا کے لیے ایک عالمی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔ اسی لیے فری میسنری کو ایک خفیہ صہیونی تنظیم گردانا جاتا ہے جس کی رکنیت عام افراد کے لیے نہیں بلکہ ممالک کے انتہائی اونچے طبقوں (سرکاری و فوجی افسروں، صنعتکاروں، اعلیٰ سیاسی

* ڈائریکٹر۔ نیشنل اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ، کراچی۔　　برقی پتا: national.a.research@gmail.com
تاریخ موصولہ: ۸راگست ۲۰۱۲ء

عہدیداروں اور عدلیہ کے جج صاحبان) کے لیے وقف ہے۔ کڑی رازداری اس کی بنیادی شرط ہے جس کے لیے یہ اپنے ممبران سے یہ خوفناک عہد لیتی ہے۔ رازداری کے افشاء کی سزا اس کے ہاں صرف موت ہے۔ ممبران سے لیے جانے والے مختلف درجات کے عہدناموں کی چند جھلکیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱) خدا کو حاضر ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ میں فری میسنری کے رازوں کو کبھی ظاہر نہیں کروں گا، خواہ میرا گلا ہی کیوں نہ کاٹ دیا جائے، میری زبان گدّی ہی سے کیوں نہ کھینچ لی جائے، یا میرا جسم سمندر کی ریت ہی میں دفن کیوں نہ کر دیا جائے۔(۲)

۲) میں وعدہ کرتا ہوں، اور حلف اٹھاتا ہوں کہ اپنی کوتاہ اندیشی سے فری میسنری کے رازوں کو تحریر، طباعت، رنگ بھرنے، نشان لگانے، واضح کرنے، یا کندہ کرنے جیسی کوئی حرکت اس انداز میں نہیں کروں گا جس سے کسی لفظ، یا خط، یا کردار کا عکس جھلکے، یا کسی خصوصی شخص کی طرف اشارہ کرے۔(۳)

۳) کہلوایا جاتا ہے کہ ''اے مقدس وقدوس امرا، اگر تم اپنا حلف توڑتے ہو تو تمہارے جسم کو جنگی گھوڑوں کے ذریعے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور راکھ میں تبدیل کر کے، چاروں سمتوں سے چلنے والی ہواؤں کے ذریعے ہر جگہ بکھیر دیا جائے گا''۔(۴)

۴) فری میسنری پر تحقیق کرنے والے تمام مفکرین اس بات پر متفق ہیں کہ اندرونی طور پر یہ صرف ایک یہودی تنظیم ہے کیونکہ اس کی رسومات اور علامات عام طور پر وہی ہیں جو یہودیوں کے پُر اسرار علوم کی کتاب ''قبالہ'' میں درج ہیں۔ اپنے تقویمی سال کو بھی فری میسنری کے ذمے داران عبرانی کیلنڈر کے مطابق رکھتے ہیں جبکہ اس کے مختلف لاجز میں مصر میں بنی اسرائیل کی صحرانوردی کے دوران لگائے گئے خیموں (Tabernacles) کی مانند ہی خیمہ لگایا جاتا ہے۔ لازم کیا گیا ہے کہ ہر لاج میں ایک سیڑھی ضرور موجود رکھی جائے۔ اس علامت کو انہوں نے تالمود کی کتاب ''زُہر'' سے لیا ہے جس میں میں کہا گیا ہے کہ ''سیڑھی سے ہیکل سلیمانی کا بڑا گہرا تعلق ہے''(۵)۔ فری میسن لاج دراصل ہیکلِ سلیمانی کا مماثل ہے(۶) جس کا رُخ ہیکل سلیمانی کی مانند مشرق ہی کی طرف ہوتا ہے۔ ان کے ہاں کے لاجز کی خاص نشانیاں تین ہیں(۶)۔ (اول) ایک آنکھ جو اہرام مصر کے اوپر دکھائی جاتی ہے جسے خدا کی آنکھ یا (All Seeing Eye) کہا جاتا ہے، (دوم) چھ کونوں والا داؤدی ستارہ (David Star) جسے اب ''خدائی آنکھ'' بھی قرار دیا جاتا ہے۔ ان کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اصلی ہیکل میں یہ خدائی آنکھ (چھ کونوں والا ستارہ ڈیوڈ اسٹار) ان کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اصلی ہیکل میں یہ ''خدائی'' آنکھ ہر ستون اور ہر دیوار پر نصب ہوا کرتا تھا(۷)، اور ایک بڑا G جس کے بظاہر معنی (God) یا (Grand Architect of Universe) کائنات کا معمارِ اعظم کے لیے جاتے ہیں۔(۸)

معاشرے کے بااثر افراد کو فلاحِ انسانیت کے نام پر جمع کر کے اس تحریک کے منتظمین ان کے دلوں میں ایک طرف یہودیوں کے لیے نرم گوشہ پیدا کرتے ہیں اور دوسری جانب عیسائی و مسلم ممالک کو ہڑپ کر جانے کی خاطر سازشیں بھی پروان چڑھاتے ہیں۔ اپنے سازشی فلسفوں کے تحت اس کے ذمے داران اہم ترین حکومتی و سماجی شخصیات کو احساس دلاتے ہیں کہ حد سے زیادہ مذاہب کی پیروی کر کے انسان تعصبات اور انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ ''انسانیت'' کے دائرے میں داخل ہو کر وہ سب آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ وہ ذہنوں میں بٹھاتے ہیں کہ اسی باعث دنیا کا سب سے عمدہ مذہب محض 'انسانیت' ہے۔ تاہم اس کے درپردہ خفیہ مقاصد سے عموماً طور پر اس کے اعلیٰ درجے کے تنظیمی ارکان کو بھی واقفیت حاصل نہیں ہو پاتی۔

''صحیح معنوں میں 'مذہب انسانیت' کی اصطلاح ایک دھوکا ہے، فری میسنری، ''تحریکِ انسانیت'' نہیں بلکہ ''تحریکِ ابلیسیت'' ہے جس کی آڑ میں 'ملحد'۔ بے دین، اور یہودی قوتیں، ہر شیطانی کام کو جائز قرار دے دیتی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ انسانیت کی فلاح کے لیے کام کرتے ہیں اور مستحق اداروں کو مالی امداد بھی دیتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مالی امداد وہ صرف یہودی اداروں اور یہودی مرد و خواتین ہی کو فراہم کرتے ہیں، جیوئش انسائیکلوپیڈیا وضاحت کرتا ہے کہ امداد صرف فری میسنری کے بیٹوں اور بیٹیوں ہی کو دی جائے گی۔(۹)

فری میسنری میں رکنیت کے تین درجے ہیں (i) تربیتی (ii) ساتھی (iii) ماسٹر۔ تاہم ماسٹر کا یہ آخری مقام کسی فرد کو بڑی محنت اور سخت آزمائش کے بعد ہی جا کر حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی مقام پر پہنچ کر کسی رکن کو فری میسنری کے بعض اہم رازدں سے باخبر کیا جاتا ہے۔

تین صدیوں تک اس کے پسِ پردہ مقاصد سے عدم آگہی کے باعث ساری دنیا اس کے جال میں پھنستی رہی۔ اب تک تقریباً ہر مسلم و عیسائی ملک نے انہیں اپنے ہاں ''میسنری لاجز'' قائم کرنے کی کھلی اجازت دی ہوئی ہے۔ تاہم گذشتہ چار عشروں سے مسلم علما و دانشور اس تنظیم کے خفیہ فلسفوں سے آگاہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ اسی لیے وہ اپنے اپنے ممالک سے اس تحریک کو یا تو نکال باہر کر رہے ہیں یا اپنی حکومتوں سے اسے ملک بدر کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

پاکستان میں بھی فری میسنری کا ایک بڑا لاج عرصہ دراز سے لاہور میں کام کر رہا تھا۔ تاہم ۱۹۶۸ء میں جماعت اسلامی کراچی کے ایک مرحوم دانشور مصباح الاسلام فاروقی نے انگریزی میں اس موضوع پر بہت چھان بن کر کے ایک اولین مستند کتاب بنام A Critical Study of Free Masonry لکھی اور اہلیان پاکستان کو پہلی بار تنظیم کی خباثتوں سے آگاہ کیا۔ قارئین کو انہوں نے آگاہ کیا کہ پاکستان کی بعض اہم ترین شخصیات بھی فری میسنری کی رکن بن چکی ہیں جبکہ خود فوج میں بھی اس کا اثر پھیل رہا ہے۔ اگرچہ کتاب تو اس وقت کے صدر ایوب خان نے ضبط کر لی تھی لیکن فری میسنری کے خلاف اہلیان وطن کی یہ تحریک بہرحال رُکے بغیر آگے بڑھتی رہی تا آنکہ مرحوم ضیاالحق نے ۱۹۸۳ میں فری میسنری پر مکمل

قانونی پابندی عائد کر کے اس کے گرانڈ لاج کو بحق سرکار ضبط کرلیا۔ بعدازاں گرانڈ لاج نے بھی خود کو بے قصور ثابت کرنے کی خاطر عدلیہ اور صدرِ پاکستان کو چند گزارشات پیش کیں۔ان دستاویزات کی ایک تصویری جھلک مصنف بشیر احمد نے اپنی کتاب ''فری میسنری'' مطبوعہ راولپنڈی میں بھی پیش کی ہے۔(۱۰)

درمیان میں اس تنظیم نے پنجاب ہائی کورٹ سے فیصلہ تبدیل کروالیا لیکن عوام کے دباؤ پر صدر ضیاء الحق نے ۱۹۷۴ء میں اس تنظیم کو خلاف قانون قرار دے کر اس کا ''لاج'' باقاعدہ ضبط کرلیا۔ باور کیا جاتا ہے کہ پاکستان کے روٹری کلبس اور لائنز کلبس بھی اسی یہودی تحریک کی ذیلی شاخیں ہیں جو آج بھی پاکستان میں آزادنہ طور پر کام کررہی ہیں۔(۱۱)

حیرت انگیز طور پر اس تحریک میں اہم عیسائی شخصیات (صدور، وزرائے اعظم، اور بادشاہان) بھی شریک ہوتے رہے ہیں حالانکہ عیسائی سدا سے یہودیوں کے جانی دشمن بنے رہے ہیں۔ انگلینڈ کی ملکہ وکٹوریہ کے والد اور چچا بھی اس تحریک کے اہم ممبران رہے ہیں جبکہ موجودہ ملکہ برطانیہ کے دو بیٹے بھی فری میسن رکن ہیں۔حتٰی کہ برطانوی وزیراعظم چرچل بھی اپنے زمانے میں فری میسنری رہ چکے ہیں۔جنگِ عظیم دوئم کو بھڑکانے میں اسی لئے انہوں نے اہم کردار بھی ادا کیا تھا۔مسلم زعما بھی اس تحریک میں مسلسل شامل ہوتے رہے ہیں۔لیکن یہ وہ لوگ ہیں اسلام سے جن کا تعلق محض برائے نام ہوتا ہے۔ بلکہ فی الاصل خود کو اسلام کا فرزند قرار دینے میں وہ کراہیت ہی محسوس کرتے ہیں۔ان مسلم حضرات کے نزدیک انسانیت اسلام سے بھی بڑھ کر اصل مذہب ہے۔

مختلف ممالک میں وہ کس طرح منفی سیاست کرتے اور وہاں ایک غیر عیسائی یا غیر اسلامی انقلاب کی پرورش کرتے ہیں، اس کی زندہ مثالیں فرانس اور ترکی ہیں۔

فرانس:

متفقہ طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ فرانسیسی حکمرانوں کے زوال میں فری میسنز نے نہایت اہم کردار ادا کیا تھا۔فرانس میں یہ انقلاب وہ ایک طرف اپنا من پسند نظام برپا کرنے کے لیے لانا چاہ رہے تھے اور دوسری جانب وہ وہاں کے بادشاہوں سے اپنے ان ساتھیوں کا انتقام بھی لینا چاہ رہے تھے۔ جو بادشاہ کی جانب سے دی گئی پھانسی کی مختلف سزائیں بھگت رہے تھے۔۱۷۸۹ء میں ایک سرکاری دستے نے جب بادشاہ کے حکم پر فری میسنری رکن ''اُوسٹرو'' کو گرفتار کیا تھا تو جان بچانے کی خاطر اس نے وعدہ معاف گواہ بننا قبول کرلیا تھا اور انکشاف کیا تھا کہ فری میسنری پورے فرانس/ یورپ میں انقلاب برپا کرنے کی تیاری کررہی تھی۔

صورت حال یہ تھی کہ فرانسیسی قوم کے چاروں طرف خوف ودہشت کا ماحول پیدا کردیا گیا تھا۔گھڑسوار ایک شہر سے دوسرے شہر جا کر شہریوں کو یہ ''نوید'' سنا رہے تھے کہ شہر کی جانب ڈاکو بڑھ رہے ہیں۔اس لیے اب ہر شخص کو اسلحہ اٹھالینا چاہیے۔وہ اعلان کرتے تھے کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ ہر جگہ آگ لگادی جائے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ہر جگہ آگ اور

تباہی کے شعلے آسمان تک بلند ہونے لگے۔ پھر شہریوں نے خود ہی لوٹ مار بھی شروع کر دی۔ بلیڈ نما آلے اٹھائے ہوئے یہ مظاہرین دشمنوں کی گردنیں اڑانے کے لیے ہر طرف گھومنے پھرنے لگے۔ حال یہ ہو گیا تھا کہ ۱۷۹۳ء میں سارا فرانس خون میں نہا گیا تھا جبکہ صرف ایک شہر ہی میں پانچ سو بچے خون میں نہلا دیے گئے تھے۔ آخر کار انہوں نے وہاں اپنا مطلوبہ انقلاب برپا کروا کر ہی دم لیا۔(۱۲)

فرانس میں نپولین کے زوال پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک کینیڈین اعلیٰ بحری کمانڈر اپنی کتاب ''پانز ان دی گیم'' میں انکشاف کرتا ہے کہ 'الیومیناتی کا خفیہ شعبہء انقلاب جو 'کونٹی نینٹل فری میسنری' کے گرانڈ اور رینٹ لاجز کے اندر قائم تھا، ان افراد کا مجموعہ تھا جو عالمی انقلابی تحریک کے پس پردہ خفیہ قوت تھے۔صہیونیوں کا انقلاب جب فرانس میں کامیاب ہو گیا تو مذکورہ گرانڈ اور ئینٹ کے گرانڈ ماسٹر (صدر) نے یہ چونکا دینے والا جملہ ادا کیا تھا کہ ''فرانسیسی میسنری کی بیٹی، (آج کی) جمہوریہ فرانس کے نام۔۔۔جو (آنے والے) کل کے آفاقی میسنری کی بیٹی ہے۔(۱۳)

اسپین:

''ولیم گائی کار'' فری میسنری کے افراد پر تبصرہ کرتے ہوئے مزید لکھتا ہے کہ انقلاب اسپین کے دوران میسنری افراد نے Militory Brotherly Union کے نام سے (فوج کے اندر ہی) ۱۹۲۵ء سے کام کرنا شروع کر دیا تھا جس میں فوج کے انتہائی اعلیٰ افسران شامل ہو چکے تھے۔ گائی کار لکھتا ہے کہ تیئس ڈویژنل جنرلوں میں سے اکیس جنرلز بذات خود میسنز تھے جو گرانڈ اور ئینٹ لاج کے باقاعدہ حلف بردار تھے(۱۴)۔

بحری کمانڈر ولیم گائی کار مزید لکھتا ہے کہ ''الیومیناتی'' صرف ان میسنز کو اپنے اندر داخل کرتا ہے جنھوں نے خود کو بین الاقوامی طور پر منوالیا ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ اپنی انقلابی و تخریبی کارروائیوں کو خفیہ رکھنے کی خاطر سازشیوں (فری میسنز) نے اپنے اوپر انسان دوستی اور عوامی فلاح و بہبود کی چادر اوڑھ لی ہے۔

ترکی:

معروف برطانوی مصنف برنارڈ لیوئس جنگِ عظیم دوئم کے بعد ترکی کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ ینی چری یعنی ''نوجوان ترک تنظیم (Young Turks) کی سرگرمیوں کے لئے فری میسنز لاجز عمدہ مراکز ثابت ہوتے تھے''۔ واضح رہے کہ یہ نوجوان ترک وہ لوگ تھے (بشمول کمال اتاترک) جو فری میسنری کی پشت پناہی کے باعث عثمانی سلطان کے مقابلے میں مدِّ مقابل کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ اسلام بیزار اور مغربی ذہن کے مالک تھے۔ ترکی میں میسنز کے زیرِ اہتمام نکلنے والے اس دور کے رسالوں میں مضامین تحریر کیے جاتے تھے کہ 'مدرسوں' اور مسجدوں کے میناروں کو ختم کیے بغیر انسان کا ضمیر آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ مسجد سے بلند ہونے والی اذانیں مؤذن کی چیخ و پکار سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہیں اس لئے فری میسنز کا فرض ہے کہ وہ ان آوازوں کو دبا دیں (۱۵)۔ اُس وقت کا ترک خلیفہ 'سلطان

عبدالحمید‘ فری میسنز کی سرگرمیوں سے بہت خوفزدہ رہا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان میسنز کو پابندی اختیار کرنے اور دائرہ قانون میں لانے کی بہت منظّم انداز میں کوشش بھی کی تھی۔ حیرت انگیز طور پر عبدالحمید سے پہلے کا سلطان مراد پنجم ایک فری میسنز رہ چکا تھا۔(۱۶)

یہ بات بھی بہت واضح ہے کہ جدید ترکی کے بانی فرد مصطفیٰ کمال پاشا بھی ایک فری میسن تھے۔(۱۷) اٹھارویں صدی کے بعد فری میسنز نے مختلف شکلیں اختیار کرنی شروع کردیں۔اس نے سیاسی اور فلسفیانہ تحریکوں سے وابستہ مختلف افراد کو بھی اپنی تنظیموں میں بھرنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ حیرت انگیز طور پر وہ ویٹی کین کی مذہبی صفوں کے اندر بھی گھس گئے (۱۸)۔اپنی عیاری وشیطانی حکمت سے فری میسنز نے عیسائی دنیا کے اُس طاقتور ادارے میں بھی فری میسنری نظریات کو داخل کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دور میں پوپ نے یہودیوں پر سے حضرت عیسیٰؑ کے خون کا صدیوں پرانا الزام بھی سرکاری طور پر واپس لے لیا تھا۔مسلمانوں سے مقابلے کے لئے پوپ آج انہی صہیونیوں کی پاسداری کرتے نظر آتے ہیں۔اس کے برعکس ۱۷۳۸ء میں پوپ کلیمنٹ (پانچ) اور (چودہ) نے ان کی خباثتوں کو پہچان لیا تھا اور پاپائی فرمان جاری کیا تھا کہ کیتھولک چرچ اصرار کرتا ہے کہ میسنریوں کا دعویٰ اخلاقی وروحانی اخوت، چرچ کے اصول ہائے اخلاقیات کے لیے کھلا چیلنج ہے۔فری میسنری کا یہ دعویٰ دراصل انسان کے انفرادی، سماجی و اخلاقی رویئے کے بالکل خلاف ہے۔ان پاپائے اعظم نے کہا تھا کہ چرچ کو فری میسنری کے اصول انتہائی رازداری پر بھی سخت تشویش ہے(۱۹)۔ایک اور نومسلم مغربی دانشور احمد تھامسن رقم طراز ہیں کہ’’آج کے تمام کافرانہ یا دجّالی نظام کے اعلیٰ طبقاتی حکمران کوئی اور نہیں، بلکہ اسی فری میسنری کے لوگ ہیں۔تاہم ان کی خفیہ سرگرمیوں پر یہ کہہ کر پردہ ڈال دیا جاتا ہے کہ وہ تو محض انسانی بھائی چارے اور خدمت خلق کی عالمی تنظیم ہے۔لیکن عالمی معاملات اور حکومتوں کی اندرونی سرگرمیوں کے بارے میں ان کا جو وسیع اور ہمہ گیر اثر ہے، عام آدمی کو بدقسمتی سے اس کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں ہے‘‘۔مصنف احمد تھامسن کے نزدیک فری میسنری کے لوگ آج کے دور میں حضرت موسیٰؑ کے دور کے وہ جادوگر ہیں جو’’جادو‘‘کے زور پر اپنے خفیہ مقاصد اس انداز سے حاصل کرتے ہیں جنہیں کوئی دماغ اور کوئی آنکھ آسانی سے محسوس نہیں کرسکتی۔’’وہ جب چاہتے ہیں دنیا میں غیر محسوس انداز سے جنگوں کی آگ بھڑکا دیتے ہیں، اور جب چاہتے ہیں حکومتوں کے تختے الٹ دیتے ہیں۔آنے والا دجال بھی اسی فری میسنری کے ذریعے دنیا کا نظام اپنے ہاتھوں میں لے لے گا‘‘۔احمد تھامسن کہتے ہیں کہ اگر فری میسنری کام نہ کررہی ہوتی تو دجالی نظام اتنی تیزی کے ساتھ دنیا میں جڑیں نہ پکڑ سکتا(۲۰)۔احمد تھامسن مزید وضاحت کرتے ہیں کہ دو بڑے عالمی مالیاتی ادارے’’آئی ایم ایف‘‘اور’’ورلڈ بینک‘‘دراصل فری میسنری ادارے ہی ہیں جن کا مقصد اقوام عالم کا مکمل مالیاتی قبضہ ہے۔کوئی ملک اگر ایک دفعہ ان اداروں کا مقروض ہوجائے تو پھر اسے یہ ادارے ہدایات دیتے ہیں کہ ان قرضوں کو خرچ کس طرح

کرنا ہے۔فری میسنری کے قائم کردہ یہ دو بڑے بینک اوران کے علاوہ دیگر بڑے عالمی تجارتی بینک اپنے شکار ممالک کو اس کے باوجود قرضے دیتے رہتے ہیں کہ وہ ان قرضوں کو واپس کرنے کے قابل بھی نہیں رہ پاتے۔شرط بس یہی ہوتی ہے کہ قرضوں کا استعمال وہ انہی بینکوں کی ہدایت کے تحت کریں گے جس کے لیے منصوبے (پروجیکٹس) بھی انہی فری میسنری کے کارندے تیار کر کے دیتے ہیں۔تھامسن کہتے ہیں کہ مختلف ماتحت ممالک کو اپنی نو آبادی (Colony) بنانے کا یہ ایک بالکل جدید انداز (Neo Colonism) ہے۔نیز یہ کہ دنیا کی کافر ریاستوں میں آج جو لوگ حکومتوں کی باگ ڈور سنبھالے بیٹھے ہیں، یہ دراصل وہی لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں مالیاتی کافرانہ اداروں کے اختیارات ہیں۔یعنی دوسرے الفاظ میں وہ فری میسنری کے کارندے ہیں۔(۲۱)

اس مقصد کے لیے ممالک کے اندر وہ بحران پیدا کرتے ہیں تاکہ کافر ممالک کی اشیائے صرف اور اسلحہ جات کی بیش از بیش فروخت ممکن بنائی جائے اور ناقابل یقین منافع سمیٹا جا سکے۔منافع کے حصول اور مملکت پر قبضے کے لیے اسی باعث وہ ملکوں کو ادھار پر سامان سے بھرے جہاز بھی فروخت کرتے چلے جاتے ہیں۔(۲۲)

مصنف کہتے ہیں کہ آج کے کافرانہ یا دجالی نظام کا اعلیٰ ترین با اختیار طبقہ یہی فری میسنری والے لوگ ہیں جنہیں انسانیت کے خدمت گزار اداروں کے بھیس میں ایک نئے روپ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔انہی کی سازشوں کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ وہ انسانوں کو بھی ایک خاص تناسب سے پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا کی آبادی صرف انہی کے اعداد و شمار کے مطابق زمین پر رہ بس سکے۔(۲۳)

عظیم روسی مصنف ''ٹالسٹائی'' کا شاہکار ناول War and Peace بھی دراصل فری میسن کی تحریک سے گُندھا ہوا ہے(۲۴) جبکہ واسکوڈے گاما کے بارے میں بھی فری میسنری ہونے کا شدید گمان پایا جاتا ہے۔(۲۵)

پاکستان کے ایک اور محقق بشیر احمد رقم طراز ہیں کہ ''جرمنی میں فری میسنری اور یہودیوں پر کاری ضرب لگانے والا شخص ہٹلر تھا۔اسی نے فری میسنری کو یہودیوں کا ایک اہم ہتھیار بتایا تھا اور اس پر پابندی عائد کی تھی''۔(۲۶)

ایک روسی ملکہ ''زارینہ کیتھرائن دوم'' جس نے Imposter کے نام سے ایک مزاحیہ ناول لکھا تھا جس میں اس نے فری میسنز ہی کا مذاق اڑایا تھا(۲۷)۔یاد رکھنا چاہیے کہ روس کے اشتراکی و بالشیویکی انقلاب کے پیچھے بھی اسی فری میسن تحریک کا ہاتھ تھا۔واضح رہنا چاہئے کہ پورے روس میں فری میسن لاجوں کا جال بچھ گیا تھا۔

روس کے بادشاہ زار اور ملکہ کیتھرائن کی ہمدردی حاصل کرنے والا اوباش، عیاش و بدکردار معروف پادری ''راسپوٹین'' بھی دراصل اندر سے فری میسنری ہی کا گماشتہ تھا جس نے اپنی عیاری اور ابلیسیت سے پوری مملکتِ روس، اور خود بادشاہ پر بھی اپنا قبضہ جما لیا تھا۔وہ اشتراکی یہودیوں کو ہر اندرونی راز سے باخبر رکھتا تھا۔(۲۸)

فری میسنری کے حلف کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ مکمل ''میسن'' (معمار) کے درجے پر فائز کرتے ہوئے حلف

لیتے وقت اس کے ساتھ ایک پراسرار طریقہ اپنایا جاتا ہے۔یعنی مذکورہ شخص کو اول تو گھٹنوں کے اوپر تک چڑھا ہوا پاجامہ پہننے کو دیا جاتا ہے، پھر اس کی کمر کے گرد رسّہ ڈال کر اسے تین بل دیے جاتے ہیں۔اس حالت میں اس کی ایک ٹانگ اور سینہ برہنہ ہوتے ہیں جبکہ اس کے پیروں میں جوتے بھی نہیں رہنے دیئے جاتے۔مصباح الاسلام فارقی کی مذکورہ کتاب میں اسی قسم کے ایک معزز شخص کی تصویر بھی دی ہوئی ہے۔(۲۹)

فری میسنری تحریک کے بارے میں، (اسے تنظیم سے زیادہ ایک ''تحریک'' کہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اپنے حتمی مقصد تعمیرِ ہیکل کے حصول کی خاطر اس کی نادیدہ سرگرمیاں ہر ملک میں سارے سال جاری رہتی ہیں۔ہمیں یہ بھی جاننا چاہیے کہ امریکہ کے جس اعلانِ آزادی کی بہت شہرت ہے، اور جس پر ۱۷۷۶ء میں ۵۶ نامور امریکی شخصیات نے متفقہ طور پر دستخط کیے تھے، ان میں سے نو افراد خود فری میسن تھے۔دوسری طرف امریکا کی سرکاری مہر (Grand Seal) کے پیچھے بھی ان کا صیہونی فلسفہ پنہاں تھا۔مطلب یہ ہے کہ مہر میں موجود عقاب دراصل یہودی قبائل میں سے کسی ایک کا اپنا قومی نشان ہے، جبکہ اس کے سر پر تیرہ ستارے اس انداز سے ترتیب دئے گئے ہیں کہ سلیقے سے ایک خط کے ذریعے اگر انہیں باہم منسلک کیا جائے تو وہ خود کو چھ کونوں والا ستارہ ''داؤدی'' David Star بنا لیتے ہیں۔نیز گرانڈ سیل میں پایا جانے والا اہرام بھی دراصل برباد شدہ پرانے ہیکل کی یاد دلاتا ہے۔

مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کی مستند انگریزی اردو لغت میں بھی فری میسنری کی وضاحت میں بتایا گیا ہے کہ تاریخی طور پر یہ ایک یہودی صیہونی تنظیم ہے جس کے ذریعے مختلف ممالک میں ایسے انقلابات پیدا کئے جاتے رہے ہیں جن سے استبدادی قوتوں کو فائدہ پہنچا ہے۔''اکسفورڈ پاکٹ انگلش ڈکشنری'' میں بھی اس کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ 'بھائی چارے کی ایک ایسی تنظیم جس کی وسیع خفیہ مذہبی عبادات ہوتی ہیں'۔(۳۰)

ویب سائٹ سے حاصل شدہ معلومات:

انٹرنیٹ سے حاصل کردہ ایک علیحدہ مواد کے مطابق فری میسنری کی مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں:(۳۱)

☆ امریکا کی آزادی کے بعد وہاں کی ہر ریاست میں آزاد'یوایس گرانڈ لاجز' قائم ہونے شروع ہو گئے تھے۔

☆ بعض ممالک میں ان کے مرکزی دفاتر کے لئے گرانڈ لاج کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جبکہ بعض دوسرے ممالک میں گرانڈ اورئینٹ استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ ہر میسن (رکنِ لاج) کو اپنے حدود ہی کی باقاعدہ ریگولر لاج میں آمد و رفت کی اجازت دی جاتی ہے۔بصورت دیگر Irregular لاج میں آمد و رفت سے اسکی رکنیت معطل بھی کی جاسکتی ہے۔

Irregular لاج وہ ہوتا ہے، گرانڈ اورئینٹ یا گرانڈ لاج جس کی باقاعدہ منظوری نہیں دیتی۔ہر مقامی لاج کے پاس اس کے اپنے وجود کا ایک باقاعدہ چارٹر یا فرمان ہونا لازم ہے ورنہ وہ لاج قرار نہیں پائے گا۔فری میسنری کی